مدارس سے متعلق ایک مکتوب

[حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم (صدر دارالعلوم کراچی ورکن مجلس عاملہ وفاق المدارس) کے نام ایک خاتون نے مدارس سے متعلق خط لکھا ہے جس میں مدارس کے بارے میں بے دین اور طاغوتی قوتوں کی آلہ کار ایجنسیوں کی سازشوں اور منصوبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے' اور ان سے محتاط رہنے کی سفارش کی گئی ہے' مرحومہ جامعہ حفصہ کی تباہی میں ایجنسیوں کی کارستانی کی بات بھی کی گئی ہے' خط کے مندرجات اور خدشات کے ساتھ نہ سو فیصد اتفاق کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی یقینی طور پر تصدیق کی جاسکتی ہے' کیونکہ کسی موثوق ذریعے کے بغیر' واقعات نقل کیے گئے ہیں تاہم خط کی بعض تجاویز مفید اور توجہ طلب ہیں یہ خط بعض اخبارات ورسائل میں شائع ہو چکا ہے' قارئین کے افادے کے لیے ماہنامہ وفاق میں اسے شائع کیا جا رہا ہے'.....................(مدیر)]

بخدمت اقدس گرامی قدر حضرت مفتی صاحب، دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس ماہ البلاغ میں جامعہ حفصہ سے متعلق آپ کا مضمون پڑھا، اس سلسلہ میں چند مزید باتیں آپ کے علم میں لانا چاہتی ہوں، یہ باتیں میرا عینی مشاہدہ تو نہیں مگر جامعہ حفصہ سے آنے والی طالبات کا بیان کردہ ہیں:

۱- جامعہ حفصہ گذشتہ کئی سال سے انٹرنیشنل شہر میں دینی تہذیب کا داعی تھا اور ہزاروں کی تعداد میں باپردہ طالبات کا آنا جانا اور اسلام آباد کے ماڈرن گھرانوں کی عورتوں اور لڑکیوں کا اس کی طرف میلان، روشن خیال طبقہ اور امریکہ کو برداشت نہ تھا، اس لئے گذشتہ دو سال سے جامعہ کو ختم کرنے کی منصوبہ بندی ہو رہی تھی، اس میں کوئی شک نہیں کہ دین کا کام کرنے کے لئے دینی احکام کو پامال کرنا یا مشورہ اور صحیح حکمت عملی، نیز طویل منصوبہ بندی نہ کرنا، سخت نقصان کا باعث ہے، دینی تاریخ میں اس کی مثالیں موجود ہیں مگر ہم ان سے سبق حاصل نہیں کرتے اور نہ تاریخ کا مضمون اس نقطۂ نظر سے درس نظامی میں شامل ہے، جس کی وجہ سے اس کی طرف توجہ بہت کم ہوتی ہے۔

مولانا عبداللہ صاحب کے طالبان کے ساتھ براہِ راست مراسم تھے اور انقلابی ذہن کے حامل تھے، ان کی شہادت کے بعد برادران میں شدت آنا فطری عمل تھا، خصوصاً جب مظلوم کو عدالت سے انصاف نہ ملے اور نہ اس کی بات سنی جائے، چنانچہ جامعہ حفصہ کو ختم کرنے کے لئے ان کی سوچ میں باقاعدہ منصوبہ بندی سے مزید شدت پیدا کی گئی تا کہ وہ ایسا اقدام کریں جس سے قانونی گرفت میں آسکیں اور آپریشن کا جواز پیدا کیا جاسکے۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سات اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین جن میں بعض اعلیٰ افسران کی بیویاں بھی تھیں ان کو تربیت دی گئی، جہاد کی آیات واحادیث، طاغوتی نظام کے خلاف جان دے دینے کے جذبات پر مشتمل اشعار، تاریخ میں اصحابِ عزیمت کے واقعات، پرجوش تقاریر اور ذہن سازی کی تربیت دی گئی۔ پھر ان خواتین نے جامعہ حفصہ میں آنا شروع کیا۔ ام حسان اور غازی برادران سے تعلقات مضبوط کئے، جامعہ میں تعلیم لینا شروع کی اور طالبات میں جو اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں، ان کی ذہن سازی شروع کی، فحاشی اور عریانی کے خلاف طاقت کا استعمال، اسلامی نظام کے لئے عملی جہاد کا ذہن بنایا، اس محنت کے نتیجے میں ۷۰ طالبات جن میں لیڈر شپ کی کوالٹی تھی، تیار ہوگئیں۔ ان طالبات میں بھی بعض طالبات کے متعلق یہ گمان تھا کہ وہ خفیہ ایجنسی کی تربیت یافتہ ہیں، ان کی پرجوش تقاریر سے انقلابی سوچ اور جہادی جذبہ اس قدر عروج پر تھا کہ معاملہ اب غازی برادران کے بس میں بھی نہ تھا، اور خلاف قانون اقدام ہونا شروع ہوئے اور آپریشن لمبا کرنے کی حکمتوں میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ آخری لمحات تک یہ نمائندہ خواتین جامعہ میں رہیں تاکہ جذبات میں کمی نہ آنے پائے، چنانچہ آہستہ آہستہ ان خواتین کو بحفاظت باہر لایا گیا اور منظر سے غائب کردیا گیا، ان خواتین کے صحیح ایڈریس شاید اب ام حسان کو بھی معلوم نہ ہوں، کیوں کہ اپنے تعارف کے متعلق جو معلومات دیں، وہ سب غلط تھیں۔

۲- بعض وزراء جو علماء سے دوستی کے رنگ میں منافقت کررہے تھے، اور علماء سے ذاتی گہرے مراسم رکھتے تھے، وہ بھی غازی برادران کو ملاقاتوں میں کہتے تھے کہ تم اپنے مطالبات میں حق پر ہو، اپنے مقصد پر ڈٹ جاؤ، ان کا اصل مقصد بھی آپریشن کا جواز پیدا کرنا تھا، جب کہ میڈیا پر ان کے بیان اور تھے۔

۳- مولانا صاحب ایک ملنے والے اسلام آباد خفیہ سرکاری ایجنسی کے ملازم ہیں، ان کے مطابق یہ منصوبہ بندی ہوچکی ہے کہ بڑے بڑے دینی مدارس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ طلباء وطالبات کو داخل کیا جائے گا، جس کا اہم مقصد طلباء اور اساتذہ میں نفرتیں پیدا کرکے مقابلہ میں لانا ہوگا، تاکہ اساتذہ پر اعتماد کی فضا ختم ہو، یہ طلباء دین پر عمل کرنے میں اساتذہ کی نظر میں دوسروں سے ممتاز ہوں گے، اساتذہ کا خصوصی قرب حاصل کریں گے، عربی، انگریزی، دینی علوم میں ممتاز اور قوت بیان کی خصوصی تربیت یافتہ ہوں گے۔

۴- طالبات مذکورہ بالا مقصد کے علاوہ مزید یہ کام انجام دیں گی کہ مدرسہ سے اچانک غائب ہوں گی، ان کے سرپرست جامعہ کی انتظامیہ سے رابطہ کریں گے، آخر معاملہ متعلقہ تھانہ تک جائے گا، اور میڈیا کے ذریعے بنات کے مدارس کو بدنام کیا جائے گا۔

۵-یہ طلبا اور طالبات منتظمین کے سرکاری انتظامیہ سے خفیہ تعلقات استوار کرائیں گے اور ڈالروں کے ذریعہ ان کو خرید کر اپنے وفاقوں سے بدگمان کیا جائے گا، اور مزید دوسرے مقاصد میں استعمال کیا جائے گا۔

۶-پبلک مقامات پر تربیت یافتہ لوگ عوام سے' مدارس اور علماء کے کردار پر بحث ومباحثہ کریں گے، اور عوام میں مدارس اور علماء کی نفرت پیدا کریں گے اور جو چینل مدارس، علماء اور اختلافی مسائل پر زیادہ مذاکرے کرائے گا، اسے مراعات دی جائیں گی۔

۷-اسکولوں سے یونیورسٹی کی سطح تک تفریح گاہوں اور پبلک مقامات پر تربیت یافتہ تنخواہ دار مرد وخواتین مغربی تہذیب وتمدن پھیلانے کے لئے اپنے لباس اور حرکتوں سے ایسے امور انجام دیں گے کہ آہستہ آہستہ ان کی برائی ختم ہو اور یہ ذہن بنے کہ ہر آدمی آزاد ہے، کسی کو روک ٹوک کرنا گویا ایک عظیم جرم ہے۔ یہ نوجوان اس مقصد کے لئے ملازم ہوں گے، یومیہ آٹھ گھنٹے پبلک مقامات پر اپنے لباس اور حرکتوں سے یہ امور انجام دیں گے۔

۸-یونیورسٹی اور کالج کی سطح پر مخلوط محافل موسیقی اور ناچ ہوگا، جس کا خرچ غیر ملکی تنظیمیں برداشت کریں گی، یونیورسٹی کے طلباء وطالبات کو یہ تنظیمیں اپنے خرچ پر پہاڑی مقامات کی سیر کرائیں گی، جہاں ان کا قیام وطعام اکٹھا ہوگا، گانا اور ناچ کے مقابلے ہوں گے اور غیر ملکی سفر کے ٹکٹ دے کر لڑکے اور لڑکی کو باہر بھیجا جائے گا، اور باہر بریفنگ کے ذریعے ان کی ذہن سازی کی جائے گی اور اپنا نمائندہ بنایا جائے گا۔

۹-بعض فوجی افسران کو درس نظامی کا مختصر نصاب پڑھایا جائے گا، وہ علماء کے رنگ اپنا کر مدارس کے منتظم بنیں گے، اور ان کے کردار پر طویل منصوبہ بندی ہورہی ہے۔

۱۰-تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں خفیہ اداروں کے اعلیٰ افسران باقاعدہ مقیم ہیں، جماعتوں میں جاتے ہیں، بعض اب منبر سے ہدایات بھی دیتے ہیں، مشوروں میں باقاعدہ شامل ہوتے ہیں اور بزرگوں کی صف میں شامل ہو کر مکمل کنٹرول کی منصوبہ بندی کررہے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب! آپ غور فرمائیں کتنی طویل منصوبہ بندی مذہبی طبقہ کے لئے ہورہی ہے، اس کے مقابلے میں کیا دینی طبقہ پوری ذمہ داری کا احساس کررہا ہے؟ اس سلسلہ میں چند تجاویز ارسال خدمت ہیں، شاید ان پر غور فرمالیں:

۱- مدارس میں عرصہ سے تربیت کا نظام نہایت کمزور ہو چکا ہے، استاد اور شاگرد کا تعلق صرف کتاب تک اور درسگاہ تک محدود ہے، جس کی وجہ سے دینی مزاج نہیں بن رہا، لہٰذا تربیتی نظام کو مضبوط ترین کرنے کی ضرورت ہے۔

۲- حضرت امام احمدؒ کا قول ہے: علم سے قبل حکمت سیکھو۔ لہٰذا سیرت کا مضمون باقاعدہ سبقاً پڑھایا جائے اور واقعات کے نتائج پر خصوصی توجہ دی جائے، خصوصاً وہ واقعات جن میں حالات کے پیش نظر حکمت سے کام لیا گیا، جذبات میں جوش پیدا کرنے والے واقعات کے باوجود تحمل و برداشت سے امور انجام دئے گئے۔ ان واقعات پر خصوصی توجہ دی جائے۔

۳- ملکی آئین و دستور اور قوانین کا مختصر تعارف، جدید معیشت و تجارت، تاریخ اسلام مکمل ضرور پڑھائے جائیں۔

۴- آپ اکثر سفر پر رہتے ہیں، حکومتی نمائندوں سے مذاکرات کرتے ہیں، آپ کو تجربہ ہے کہ ان کے موقف کو سمجھنے اور ان کے دجل و فریب سے بچنے کے لئے انگریزی کی اعلیٰ مہارت کتنی ضروری ہے، جب کہ یہ دوسری قومی زبان کا درجہ حاصل کر چکی ہے، اور پہلی جماعت سے سرکاری اسکولوں میں اردو کے علاوہ تمام مضامین کے لئے ضروری قرار دی ہے۔ لہٰذا مدارس دینیہ کے اصل مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

۵- بنات کا نصاب میں پڑھ چکی ہوں۔ اس نصاب سے حضرات علماء کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اس کی ترتیب سے میرے اساتذہ بھی مطمئن نہ تھے، اس نصاب پر غور کی ضرورت ہے۔

۶- دینی مدارس کا مقصد اخلاقی تربیت کے ساتھ دینی علوم میں اعلیٰ مہارت اور دینی راہنمائی کرنے والے اہل علم تیار کرنا ہے، کیا یہ نصاب پڑھ کر فارغ ہونے والے معاشرہ کی دینی ضروریات کو سمجھ کر دینی راہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں گے؟ لہٰذا گذارش ہے کہ موجودہ صدی میں معاشرتی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے بنات اور اعدادیہ کے نصاب پر خصوصی توجہ دی جائے اور مرحلہ وار بنین میں ترامیم اس طرح کی جائیں کہ اصل مقصد فوت نہ ہو اور معاشرہ کے بدلتے حالات کو سمجھنے کی صلاحیت بھی پیدا ہو۔

۷- تمام مدارس کے اساتذہ اور فاضلات پردہ کے اہتمام کے ساتھ درس قرآن و حدیث کے ذریعہ عوامی رابطہ مہم شروع کریں۔

۸- بنات کے نصاب میں گھرداری، بچوں کی نگہداشت، سسرالی رشتوں سے نباہ، عورتیں دین کا کام کیسے

کریں، جیسے مضامین ضرور پڑھائے جائیں، دینی کام کرنے کا جو رخ جامعہ حفصہ کی طالبات سے سامنے آیا، اس سے بہت سے سوالات پیدا ہوئے۔ گھرداری اور بچوں کی نگہداشت کے لئے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے اختیاری مضامین میں کافی مواد آچکا ہے، اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۹- معلمین اور معلمات نے تدریسی کام کیسے کرنا ہے؟ یہ مستقل سائنس ہے مگر مدارس کے اساتذہ کی تربیت کا کوئی انتظام نہیں، حالانکہ تدریسی میدان میں طلباء کی نفسیات اور تعلیم کے قدیم وجدید طریقوں اور مہارتوں کا علم بہت ضروری ہے۔

۱۰- مساجد کے موذنین اور خدام علاقہ میں دینی ماحول بنانے میں بڑا کردار ادا کرسکتے ہیں، مگر اکثر بنیادی تعلیم سے بھی محروم ہیں۔ان کے لئے شارٹ کورسز اور تربیت کا کوئی ادارہ نہیں۔ علماء کی ایک جماعت کو اس کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

۱۱- علاقہ کے سنجیدہ علماء اپنے شہر کے ارکان اسمبلی اور ناظمین سے دینی معاملات میں بار بار ملاقاتیں کریں اور کبھی کبھی مدارس کے ماحول میں بلا کر مانوس کریں، ان کے ذریعہ دینی آواز قانون ساز اداروں تک جائے گی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے امراء اور حکام سے تعلقات استوار کئے، خط وکتابت کی، اس طرز سے کتنے فتنوں سے حفاظت ہوئی۔

۱۲- اہل مدارس جس طرح تدریس کے لئے علماء کا انتخاب کرتے ہیں اسی طرح ہر مدرسہ ایک سنجیدہ واعظ تعینات کرے، اور اپنے شہر اور قریبی دیہات کو تیس یونٹ میں تقسیم کرلیں، ہر یونٹ میں مہینہ میں ایک مرتبہ مردوں اور عورتوں میں ان کی ضروریات کے اعتبار سے وعظ ہو، اس طرح ایک ماہ میں ایک دور مکمل ہوگا اور دینی فضا بنے گی اور علماء اور عوام کا رابطہ ہوگا۔ یہ واعظ صاحب مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کریں:

۱- کسی قسم کا چندہ نہ لیں، ۲-ہدیہ نہ لیں، ۳-جن مسائل میں دو رائے ہوسکتی ہیں، بیان نہ کریں، ۴-حالات حاضرہ پر تبصرہ نہ کریں، ۵-ضروریات دین، اعمال صالحہ اور معاشرت واخلاق، اصلاح معاملات پر گفتگو کریں، جس کے لئے آپ کے خطبات، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے خطبات، اصلاحی مجالس، حضرت قاری محمد طیب صاحب کے خطبات کافی ہیں۔

حضرت مفتی صاحب! بعض وجوہات کی بناء پر مکمل تعارف کرانے سے معذور ہوں، جس پر معذرت خواہ ہوں۔

فقط والسلام (آپ کی ایک بیٹی)

☆☆......☆☆